سوال

(12)حدیث کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث میں ہے کہ اگر میرا بندہ میری طرف ایک قدم آتا ہے تو میں دو قدم اس کی طرف آتا ہوں ،اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ۔ صفات باری تعالیٰ کا حقیقی معنی مرادلینا ہی سلف صالحین کا عقیدہ اور طرز عمل ہے ۔ اس عقیدہ کی روشنی میں حدیث مذکورہ کا حقیقی معنی کس تناظر میں لیا جائے گا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس حدیث کوامام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ بیان کیا ہے ۔ حدیث میں ا تعالیٰ فرماتے ہیں : ''میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہوں ، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں ، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں اوراگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوجاتا ہوں ، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آجاتا ہوں ۔'' [صحیح بخاری ، التوحید : ۷۴۰۵]

یہ حدیث ا تعالیٰ کی کئی ایک صفات پر مشتمل ہے اورا کی صفات دو طرح کی ہیں ۔ ثبوتیہ اور سلبیہ

صفات ثبوتیہ : سے مراد وہ صفات ہیں جو ا تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اپنے لیے ثابت کی ہیں ، جیسے علم اور قدرت وغیرہ ۔

صفات سلبیہ : سے مراد وہ صفات ہیں جن کی ا تعالیٰ نے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ان کی نفی کی ہے ، جیسے نیند اور تھکاوٹ وغیرہ ، پھر صفات ثبوتیہ کی دو اقسام ہیں :

1۔ ذاتیہ : ذاتیہ سے مراد وہ صفات ہیں جن سے ا تعالیٰ ہمیشہ متصف رہتا ہے ، جیسے صفتِ علو اور صفتِ عظمت وغیرہ ۔

2۔ فعلیہ : فعلیہ سے مراد وہ صفات ہیں جو ا تعالیٰ کی مشیت سے وابستہ ہیں ، اگر چاہے تو انہیں کرے اور اگر نہ چاہے تو نہ کرے ، جیسا کہ اِستِوَائٌ عَلَی الْعَرْشِ اور نُزُوْلٌ اِلٰی سَمَائِ الدُّنْیَا ۔

آخری قسم کی صفات کو ا تعالیٰ کے لیے اس کے شایان شان ثابت کیا جائے ، اس میں تمثیل یا تکییف کا شائبہ نہیں ہونا چاہیے ۔ حدیث مذکورہ میں جو صفات ہیں وہ ثبوتیہ فعلیہ ہیں ۔ جو ا تعالیٰ کی مشیئت سے متعلق ہیں ۔ شیخ صالح عثیمین رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین اس قسم کی نصوص کو ان کے حقیقی

اورظاہری معنی پر ہی محمول کرتے ہیں۔ اوران صفات کوا رب العزت کے شایان شان ثابت کرتے ہیں ان کے لیے کوئی تمثیل یا کیفیت کو متعین نہیں کرتے۔ اس حدیث میں ا تعالیٰ کااپنے بندے کے قریب ہونے کوبیان کیاگیا ہے وہ اپنے بندے کے جب چاہے جس طرح چاہے قریب ہو سکتا ہے، باوجوداس کے وہ بلند وبالابھی ہے، جیساکہ ا تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف نزول اوراپنے عرش پر مستوی ہوناثابت ہے۔ [القواعدالمثلی، ص: ۷۰]

شیخ عبدا غنیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ا تعالیٰ کااپنے بندے پرجودوکرم بطور تمثیل بیان کیاگیا ہے، یعنی ا تعالیٰ اپنے بندے پربہت جلد متوجہ ہوتا ہے اوراس پراپنا فضل وکرم کرنے میں جلدی کرتا ہے باوجودیکہ اس کی عبادت اس کرم وفضل کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی، وہ اپنے علاوہ ہرچیز سے بے پرواہے اوراس کے علاوہ ہرچیزاس کی محتاج ہے۔ [شرح کتاب التوحید، صحیح بخاری، ص: ۱۷۲ج ا]

یہ دونوں بزرگ سرزمین عرب کے نامور علما سے ہیں اوران کی تمام زندگی درس وتدریس میں گزری ہے، موخرالذکر تو سعودی عرب میں ہمارے دوران تعلیم مضمون توحید کے استادتھے۔ا تعالیٰ ان پر کروٹ کروٹ اپنی رحمت فرمائے، اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے میں نے اس حدیث کی وضاحت میں ان کی تشریحات کو ذکر کردیا ہے۔ [وا اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2، صفحہ:53